152464 ـ نئی مسلمان عورت کا شادی میں پیدا ہونے والے اشکالات کے متعلق سوال

سوال

میں نہیں جانتی کہ آیا میری شادی صحیح تھی یا نہیں شادی درج ذیل طریقہ سے ہوئی:
ابتدائی طور پر عقد نکاح انگلش میں تحریر کیا گیا اس وقت گواہ تو موجود تھے لیکن انہیں انگلش نہیں آتی تھی، میں عقد نکاح تحریر نہیں کر رہی تھی لیکن انہوں نے مجھے بتایا کہ گواہوں میں ایک تو امام مسجد ہے دوسرا حافظ قرآن اور ان کا انگلش میں بات نہ کرنا عقد نکاح صحیح ہونے میں مانع نہیں. دوسری بات یہ کہ مجھے مہر نہیں دیا گیا اور نہ ہی میں مہر مؤخر پر متفق ہوئی ہوں.
تیسری چیز یہ ہے کہ: شادی کی تقریب صحیح طریقہ سے ادا نہیں ہوئی، پھر سہاگ رات یہ انکشاف ہوا کہ میرے خاوند کو تو جنسی ضعف کی شکایت ہے، جس کا معنی یہ ہوا کہ اس سے اولاد نہیں ہو سکتی، اور جنسی رغبت بھی بہت قلیل ہے.
پھر یہی نہیں بلکہ شادی کے تیسرے روز میرا خاوند تبلیغی جماعت کے ساتھ چالیس روزہ چلہ کے لیے چلا گیا اور کچھ مال بھی ساتھ لیتا گیا... یعنی خاوند نئی نویلی دلہن کو چھوڑ کر د دن بعد چلہ کاٹنے چلا گیا ؟!
میرے خیال میں اس طرح کا خاوند ایک گھرانہ بنانے اور اس کا خیال رکھنے کی استطاعت نہیں رکھتا.. اور اس کے لیے یہ کیسے جائز ہوا کہ وہ تبلیغ کے لیے جائے اور میرا مہر ادا کرنے کی بجائے مال و دولت بھی ساتھ لینا جائے ؟!
برائے مہربانی میری مدد فرمائیں، میں ایک نئی مسلمان عورت ہوں، میں نہیں جانتی کہ مجھ پر کیا کرنا واجب ہے ؟
نوٹ: میری شادی کرنے والا شخص ہی عقد نکاح تحریر کرنے والا تھا، جو کہ میرے خاوند کا ایک دوست بھی ہے، جیسا کہ میں بیان کر چکی ہوں میں ایک نئی مسلمان ہوئی ہوں اور میرے خاندان میں کوئی شخص مسلمان نہیں، مجھے معلوم نہیں ہو رہا کہ میں کیا کروں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

ہماری دعا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالی آپ کو دین اسلام پر ثابت قدم رکھے، اور آپ کو صحیح راہ پر رکھے اور رشد و ہدایت سے نوازے.

ہم بھی آپ کے کفر کے ظلمات و اندھیروں سے نکل کر ایمان کے نور میں داخل ہونے اور قبول اسلام کی خوشی و فرحت میں آپ کے ساتھ شریك ہیں اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

کہہ دیجئے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہی ہے تو وہ اس کے ساتھ خوش ہوں، یہ اس سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں یونس (58).

دوم:

نکاح میں گواہ بنانا نکاح کی شروط میں شامل ہے، اور اعلان نکاح گواہوں سے کافی ہو جاتا ہے؛ کیونکہ اعلان نکاح گواہ بنانے کے معانی میں بلکہ اس سے زائد معانی دیتا ہے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس میں کوئی شك و شبہ نہیں کہ اعلان نکاح سے نکاح صحیح ہوتا، چاہے اس میں دو گواہ نہ بنائے جائیں " انتہی

دیکھیں: مجموع الفتاوی (32 / 130).

مزید تفصیل اور معلومات کے لیے آپ سوال نمبر (112112) کے جواب کا مطالعہ کریں.

سوم:

عربی زبان کے علاوہ دوسری کسی بھی زبان میں نکاح ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ گواہ وہ زبان جانتے ہوں، کیونکہ گواہ تو اس کی گواہی دیگا جو اس نے سنا ہے، لہذا اگر وہ اس زبان کو ہی نہیں سمجھتا تو اس کی گواہی صحیح نہیں ہوگی.

جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے کہ اعلان نکاح گواہوں سے کافی ہو جاتا ہے، اس لیے اگر نکاح کا اعلان کیا گیا اور مسلمانوں کے ایك گروہ کے ہاں اس نکاح کی شہرت ہوئی ہو تو یہ نکاح صحیح ہے.

چہارم:

اگر عقد نکاح میں مہر مقرر نہیں کیا گیا اور نام نہیں لیا گیا تو بھی نکاح صحیح ہے، اس صورت میں عورت کو مہر مثل ملےگا، یعنی اس طرح کی عورتوں جتنا مہر ملےگا.

الموسوعۃ الفقھیۃ میں درج ہے:

" ہر نکاح میں مہر واجب ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور ان کے علاوہ تمہارے لیے حلال کی گئی ہیں، کہ اپنے مالوں کے بدلے طلب کرو .

یہاں حلت کو مہر کے ساتھ مقید کیا گیا ہے؛ لیکن عقد نکاح میں نکاح صحیح ہونے کے لیے مہر مقرر کرنا اور نام لینا شرط نہیں، اس لیے علماء کرام کا اتفاق ہے کہ مہر کا نام لیے بغیر نکاح صحیح ہے " انتہی

دیکھیں: الموسوعۃ الفقھیۃ (39 / 151).

مستقل فتوی کمیٹی سعودی عرب کے علماء کرام کہتے ہیں:

" نکاح میں مہر کا ذکر کرنا نکاح کے ارکان میں شامل نہیں ہوتا، اس لیے اگر کسی شخص نے عورت کے ساتھ مہر کا ذکر کیے بغیر عقد نکاح کر لیا تو یہ عقد نکاح صحیح ہے، اور اس عورت کے لیے مہر مثل واجب ہوگا، اور مہر کی کم از کم مقدار کی کوئی حد نہیں؛ بلکہ ہر وہ چیز مہر بن سکتی ہے جو قیمت بن سکتی ہو، صحیح قول کے مطابق وہ مہر رکھنا جائز ہے " انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (19 / 53).

پنجم:

ولی کے بغیر عورت کا نکاح صحیح نہیں ہوتا کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" ولی کے بغیر نکاح نہیں ہے "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2085) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اور اگر ولی معدوم ہو یا وہ ولی بننے کی اہلیت نہ رکھتا ہو تو پھر عورت کا ولی حکمران یا اس کا قائم مقام ہوگا، اور اگر یہ بھی معدوم ہو تو پھر عورت کا نکاح کسی اسلامك سینٹر کا رئیس یا امام مسجد یا کوئی عالم دین کریگا، اور اگر ان میں سے کوئی نہ ملے تو پھر کوئی عادل مسلمان شخص عورت کی اجازت سے اس عورت کا نکاح کر سکتا ہے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" کسی کافر شخص کو مسلمان عورت پر کسی بھی حالت میں ولایت حاصل نہیں، وہ اہل علم کے اجماع کے مطابق مسلمان عورت کا ولی نہیں بن سکتا " اتہی

دیکھیں: المغنی (7 / 21).

اور ابن قدامہ رحمہ اللہ کا یہ بھی کہنا ہے:

" اگر عورت کے لیے ولی یا حکمران نہ پایا جاتا ہو تو امام احمد سے مروی روایت کے مطابق عورت کی اجازت سے ایك مسلمان شخص کریگا " انتہی

دیکھیں: المغنی (7 / 14).

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" لیکن جس عورت کا ولی نہ ہو اگر اس بستی یا علاقے اور محلے میں حکمران کا نائب ہو تو وہ اور بستی کا نمبردار اور بڑا اس کی شادی کریگا، اور اگر ان میں امام جس کی بات مانی جاتی ہو وہاں پایا جائے تو عورت کی اجازت سے اس کی شادی کریگا " انتہی

الفتاوی الکبری (5 / 451).

اور ایك مقام پر رقطراز ہیں:

" اگر عورت کا ولی بننے والا شخص نہ ملے تو ولایت اس شخص کی طرف منتقل ہو جائیگی جسے نکاح کے علاوہ باقی امور میں ولایت ہو مثلا گاؤں کا نمبردار اور قافلے کا امیر وغیرہ " انتہی

دیکھیں: الفتاوی الکبری (5 / 451).

مستقل فتوی کمیٹی سعودی عرب کے علماء کرام کا کہنا ہے:

" اگر عورت کا کوئی قریبی یا دور کا کوئی ولی مسلمان نہ ہو تو آپ کے مرکز اسلامی کا رئیس اور چئرمین نکاح کی ذمہ داری پوری کریگا؛ کیونکہ اس طرح کے لوگوں کا وہ والی کی جگہ ہوتا ہے.

اس لیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس کا کوئی ولی نہ ہو تو حکمران اس کا ولی ہو گا "

جہاں مسلمان قاضی اور جج نہ ہوں وہاں مرکز اسلامی کا رئیس اور چئرمین سلطان اور والی کی جگہ ہو گا " انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (3 / 387).

ظاہر تو یہی ہوتا ہے کہ آپ کا نکاح صحیح ہے؛ کیونکہ جس شخص نے آپ کا نکاح کیا ہے اگر آپ کا ولی نہیں تو اسے آپ پر ولایت حاصل ہوگی، لیکن بہتر و افضل تو یہی تھا کہ آپ کے شہر کے مرکز اسلامی کا چئرمین آپ کا ولی بن کر نکاح کرتا.

مزید تفصیلات کے لیے آپ سوال نمبر (48992) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

ششم:

تبلیغی جماعت اسلامی جماعتوں میں سے ایك جماعت ہے جس کی میدان میں اسلام کی دعوت دینے میں بہت مشکور جہود ہیں، لیکن اس جماعت مؤسسین و افراد کے فکری و عملی عقائد میں بہت بڑی بڑی غلطیاں ہیں جن کی بنا پر اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے، بلکہ شرکیہ عقائد تك پائے جاتے ہیں، آپ ان کی تفصیل دیکھنے کے لیے سوال نمبر (8674) اور (47431) کے جوابات کا مطالعہ ضرور کریں.

خاوند کو شادی کے ابتدائی ایام میں ہی آپ کو چھوڑ کر تبلیغی جماعت کے ساتھ نہیں جانا چاہیے تھا.

لیکن آپ اپنے خاوند کے بارہ میں حسن ظن رکھیں، شادی کے دو دن بعد ہی آپ کے خاوند کا ان کے ساتھ جانا اس کی بات کی دلیل ہے کہ وہ دعوت الی اللہ کا بہت ہم و غم رکھنے والا شخص ہے.

ہفتم:

نکاح صحیح ہونے کے لیے شادی کی تقریب کرنا شرط نہیں، چاہے شادی کی تقریب صحیح شکل میں ہوئی یا نہیں یہ نکاح کی صحت پر اثرانداز نہیں ہوگی، لیکن یہ ضروری ہے کہ شادی کی تقریب میں حرام اور غلط قسم کی اشیاء مثلا گانا بجانا اور موسیقی اور مرد و عورت کااختلاط و بے پردگی نہیں ہونی چاہیے.

ہشتم:

آپ کا خاوند جنسی ضعف اور بیماری کا شکار ہے، یا اس سے اولاد ہونے کا احتمال بہت ہی کمزور ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ وہ کسی قابل اور تجربہ کار ڈاکٹر سے مشورہ کر کے علاج کرائے تا کہ اس بیماری کا کوئی حل نکل سکے.

ہم آپ کو صبر و تحمل اور حکمت کی نصیحت کرتے ہوئے یہ کہیں گے کہ آپ کوئی آخری فیصلہ کرنے سے قبل اچھی سوچیں کہ آپ اس طرح کے حالات میں خاوند سے علیحدہ ہو جائیں تو کیا ہوگا، آپ کے لیے ان حالات میں علیحدگی بہتر نہیں ہے.

اگر ممکن ہو سکے تو آپ امام مسجد کو درمیان میں ڈالیں جس نے آپ کا نکاح بھی کیا تھا، یا پھر اس کے علاوہ ثقہ اور قابل اعتماد مسلمان کے سامنے یہ مسئلہ رکھیں کہ وہ آپ کے خاوند کو سمجھائے کہ اس پر آپ کے ساتھ حسن معاشرت کرنی چاہیے، اور آپ کے حقوق کیا خیال کرنا چاہیے؛ یہ علیحدگی سے بہتر ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ کو خیر و بھلائی پر جمع رکھے اور آپ کے مابین اصلاح فرمائے.

واللہ اعلم .